جمعہ کے دن عصر کے بعد پڑھا جانے والا درود شریف

ثبوت و تحقیق

مولوی عبداللہ گل احمد دیوان

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صلاۃ وسلام پیش کرنا افضل ترین عبادت اور دربارِ خداوندی میں قرب کا بہترین ذریعہ ہے۔ صلاۃ وسلام کے مختلف طریقے وصیغے ہیں جن کا احادیثِ مبارکہ میں ذکر ملتا ہے، اس پر محدثین نے مستقل کتابیں لکھیں ہیں۔ درج ذیل درود شریف اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام کے معمول میں ہے، جسے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فضائل درود شریف'' میں نقل کیا ہے اور اکثر اسی کتاب کے حوالے سے اس کی تشہیر کی جاتی ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

''من صلّی صلاۃَ العصر من یوم الجمعة فقال قبل أن یقوم من مکانہٖ : أللّٰھم صل علٰی محمد النبی الأمی وعلٰی ألہٖ وسلم تسلیمًا ثمانین مرةً ، غفرت لہٗ ذنوبُ ثمانین عامًا، و کتبت لہٗ عبادۃُ ثمانین سنةً ۔'' (القول البدیع ،ص: ۳۹۹، ط: دار الیسر)

''جو شخص جمعہ کے دن عصر کے بعد اپنی جگہ سے کھڑا ہونے سے پہلے یہ درود شریف اَسّی (۸۰) مرتبہ پڑھے: ''أللّٰھم صل علٰی محمد النبی الأمی وعلٰی ألہٖ وسلم تسلیما ۔'' اس کے اَسّی (۸۰) سال کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور اَسّی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔''

ذیل میں اس حدیث کی علمی وفنی تحقیق پیش کی جاتی ہے۔ ہماری زیرِ بحث حدیث میں جمعہ کے دن عصر کے بعد خاص درود شریف پڑھنے پر ۸۰/ سال کے گناہ کی معافی اور ۸۰/ سال کی عبادت کی بشارت ہے۔ ذخیرۂ احادیث میں اس قسم کی دو موقوف روایات ملتی ہیں: پہلی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جو ابھی ذکر کی گئی۔ دوسری روایت حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ہے، جس کے یہ الفاظ ہیں:

''وعن سھل بن عبداللّٰہؓ قال: من قال فی یوم الجمعة بعد العصر: ''أللّٰھم صل علٰی محمد النبی الأمی و علی ألہ وسلم'' ثمانین مرةً، غفرت لہٗ ذنوبُ ثمانین عاما ۔''

ان دو روایات میں تین فرق ہیں:

۱:.....پہلی روایت میں ''قبل أن یقوم من مکانہٖ'' کے الفاظ ہیں، جب کہ دوسری اس سے خالی ہے۔

۲:.....اسی طرح پہلی میں ''وسلم تسلیما'' ہے، جب کہ دوسری روایت میں ''تسلیما''

کا لفظ نہیں ہے۔

۳:.....پہلی میں ’’کتبت لهٗ عبادةُ ثمانين سنةً‘‘ کے الفاظ بھی ہیں، جبکہ دوسری میں صرف ’’غفرت لهٗ ذنوبُ ثمانين عامًا‘‘ کے الفاظ آئے ہیں۔

بہرحال ہر دو حدیث کا مضمون دوسرے کی تائید کرتا ہے۔ ذیل میں ان کی تخریج پیش کی جاتی ہے:

ا:.....حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ والی روایت کو محدثِ اندلس حافظ ابن بشکوال (المتوفی ۵۷۸ھ) نے اپنی کتاب ’’القربة إلى رب العالمين بالصلاة على محمد سيد المرسلين‘‘ صفحہ: ۱۱۴ میں ذکر کیا ہے، جبکہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ والی روایت مذکورہ کتاب میں نہیں ملی، ملاحظہ ہو:

’’قال شيخنا أبو القاسم : وروينا عن سهل بن عبداللّٰه رضی اللہ عنہ قال: من قال في يوم الجمعة بعد العصر :’’ اَللّٰهم صل علٰى محمد النبي الأمي وعلى أله وسلم‘‘ ثمانين مرةً ، غفرت لهٗ ذنوبُ ثمانين عاما۔‘‘

حدیث پر کلام کرنے والے حضرات

حافظ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ اس کی کوئی سند ذکر نہیں کی، اس بنا پر کسی بھی محدث یا مخرج نے اس پر صحت، حسن یا ضعف کا حکم نہیں لگایا۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ کسی محدث نے اُسے موضوع بھی نہیں کہا۔ موقوفاً یہ روایت اسی طرح بیان کی جاتی ہے۔

لیکن درج ذیل سطروں میں جس طرح حافظ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ کے استاد شیخ ابوالقاسم احمد بن بقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۲ھ) سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تک کے رواۃ کا تذکرہ کیا گیا، اس سے اس حدیث کی صحت خوب واضح ہے۔ سندِ حدیث ملاحظہ ہو:

حافظ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند میں ’’شيخنا أبو القاسم‘‘ کہنے پر اکتفاء کیا ہے، اس سے ان کی مراد کون ہے؟ چنانچہ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ خود ہی اپنی تاریخ کی کتاب ’’الصلة‘‘ میں ان کا تذکرۂ خیر فرماتے ہیں:

’’أحمد بن محمد بن أحمد بن مخلد بن عبد الرحمٰن بن أحمد بن بقي بن مخلد بن يزيد من أهل قرطبة يكنى: أبا القاسم..... وكان من بيئة علم و نباهة وفضل و صيانة، وكان ذاكرا للمسائل والنوازل، دربًا بالفتوٰى، بصيرًا بعقد الشروط و عللها، مقدما في معرفتها. أخذ الناس عنه واختلفت إليه و أخذت عنه بعض ما عندهٗ ، وأجاز لي بخطه غير مرة۔‘‘

’’موصوف کا تعلق انتہائی شریف، علمی اور پاکیزہ خاندان سے تھا۔ نت نئے مسائل کا خوب استحضار اور فتویٰ نویسی میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ شرائط اور عللِ حدیث میں بصیرت انتہاء کو تھی۔ لوگوں نے ان سے خوب علم حاصل کیا۔ میں نے بھی ان سے استفادہ کیا اور انہوں نے کئی مرتبہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر مجھے اجازت دی۔‘‘

www.banuri.edu.pk

موصوفؒ کی ولادت ۴۴۶ھ کی اور وفات ۵۳۲ھ کی ہے۔ (۱)

شیخ ابوالقاسم اپنے استاد، بقیۃ الشیوخ، محدثِ اندلس، فقیہ وقت ابوعبداللہ محمد بن الفرج قرطبی مالکی طلاعی رحمۃ اللہ علیہ (۴۰۴ھ-۴۹۷ھ) کے شاگردوں میں سے تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں رقم طراز ہیں:

’’و كان شديدًا على أهل البدع، مجانبا لمن يخوض فی غير الحديث۔‘‘(۲)

’’بدعتیوں کے سخت خلاف تھے، حدیث کے علاوہ دوسری ابحاث میں نہیں پڑتے تھے۔‘‘

ابوبکر محمد بن خیر اموی اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ (۵۰۲ھ-۵۷۵ھ) اپنی کتاب جو ’’فہرست ابن خیر‘‘ کے نام سے مشہور ہے، میں موصوف کی کتاب الاحکام کی سند ذکر کرتے ہیں، جو اس بات کی شاہد ہے کہ شیخ ابوالقاسم اپنے استاد ابوعبداللہ محمد بن الفرج رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کے حامل تھے، ملاحظہ ہو:

’’كتاب أحكام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، تأليف الفقيه أبی عبد الله محمد بن فرج رحمهٗ الله، وكتاب الوثائق المختصرة من تأليفه أيضا، حدثنی بهما الشيخ الفقيه أبو القاسم أحمد بن محمد بن بقی رحمه الله قراء ة منی عليه فی منزله، قال: حدثنی بهما أبوعبدالله محمد بن فرج مؤلفهما-رحمهٗ الله- قراءةً عليه۔‘‘(۳)

اس کے بعد سند کا یہ سلسلہ کدھر جاتا ہے؟ چنانچہ فہرست ابن خیر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ فقیہ ابوعبداللہ محمد بن الفرج روایت کرتے ہیں: ابوالولید یوسف بن عبداللہ بن المغیث (۳۳۸ھ-۴۲۹ھ) سے، جن کا تذکرہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ: ’’الإمام الفقيه، المحدث شيخ الأندلس، قاضی القضاة، بقية الأعيان‘‘ سے کیا ہے۔(۴) اور یہ روایت کرتے ہیں مسند الاندلس ابوعیسی یحییٰ بن عبداللہ اللیثی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۶۷ھ) سے اور یہ اپنے والد کے چچا ابومروان عبیداللہ بن یحییٰ لیثی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۸ھ) سے جن کی قبولیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ بقول حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے: ’’اندلس میں ان کے جنازے سے بڑا کوئی جنازہ نہیں ہوا، حتیٰ کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے بھی ان کے جنازے میں شرکت کی۔‘‘(۵) اور یہ اپنے والد، راویِ موطا، فقیہ کبیر یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر المصمودی الاندلسی القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۸ھ) رحمهم الله تعالیٰ أجمعين سے کرتے ہیں، جو کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اس سے آگے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سند واضح ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے اس درود کو اگرچہ تعلیقاً ذکر کیا ہے، لیکن سند کا سلسلہ جو ذکر کیا گیا اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان تک جو حدیث پہنچتی رہی وہ اسی سلسلے کی مرہونِ منت ہے، جس میں وقت کے بڑے بڑے علماء ومحدثین شامل ہیں۔ شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات اور آشکارا ہوجاتی ہے، لہٰذا اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر یہ روایت موضوع ومن گھڑت ہوتی تو اس قسم کا سلسلہ اس کو کیسے روایت کرتا؟!

www.banuri.edu.pk

۲:.....متأخرین علماء میں سے محقق العصر، حافظ عبد الرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۰۲ھ) نے بھی ان دونوں روایات کو ''القول البدیع'' میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''وفی لفظ عند ابن بشکوال من حدیث أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أیضا: من صلی صلاۃ العصر من یوم الجمعۃ فقال قبل أن یقوم من مکانہ: ''أللّٰہم صل علٰی محمد النبی الأمی وعلٰی آلہ وسلم تسلیما'' ثمانین مرۃ غفرت لہ ذنوبُ ثمانین عاما و کتبت لہ عبادۃُ ثمانین سنۃً۔ وعن سہل بن عبداللہ قال: من قال فی یوم الجمعۃ بعد العصر: ''أللّٰہم صل علٰی محمد النبی الأمی وعلٰی آلہٖ وسلم'' ثمانین مرۃ غفرت لہ ذنوبُ ثمانین عاما۔ أخرجہ ابن بشکوال۔ انتہٰی کلام السخاویؒ۔''(۶)

موصوف اپنے وقت کے محدث، محقق اور حافظ حدیث تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) کے شاگردوں میں ان کا کوئی سہیم وشریک نہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ھو أمثل جماعتی ''یعنی وہ میرے شاگردوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہیں۔

سخاوی رحمۃ اللہ علیہ عللِ حدیث کے ماہر تھے۔ علمِ جرح وتعدیل کی ان پر انتہاء ہوگئی، یہاں تک کہا گیا ہے کہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا جو اُن کی راہ پر چلا ہو۔ تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہو: محقق العصر استاذ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی صاحب کی کتاب ''فوائدِ جامعہ، ص:۵۰۸ اور عربی زبان میں ''الحافظ السخاویؒ و جہودہٗ فی علوم الحدیث '' (د. بدر بن محمد بن محسن العماش، مجلدین، مکتبۃ الرشد، ریاض) قابلِ غور بات یہ ہے کہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بلند پایہ عالم جنہوں نے معتبر وغیر معتبر روایات میں فرق اور فتاویٰ حدیثیہ کے بارے میں دو کتابیں لکھیں: ''المقاصد الحسنۃ'' اور'' الأجوبۃ المرضیۃ'' وہ کس طرح اپنی کتاب میں ایسی حدیث ذکر کر سکتے ہیں جو موضوع ہو اور اُسے ذکر کرنا تحقیق کے خلاف ہو۔ اس قسم کے محقق سے یہ بات بعید ہے۔

موصوف کی کتاب ''القول البدیع ''کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قبولیت اور جامعیت سے نوازا ہے، چنانچہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۹۰۹-۹۷۴ھ) ''الدر المنضود'' کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

''فلا تری منہم من أحاط ببعض کتب ھذا المقصد الأسنی إلا الشاذ النادر، الذی خلصہٗ اللّٰہ من الحظوظ و العنا لاشتمالہا علٰی بعض البسط و زیادۃ التأصیل و التفریع، ککتاب الحافظ السخاویؒ المسمی ب ''القول البدیع''، ھذا مع أنہٗ أحسنہا جمعا، وأحکمہا وضعا، و أحقہا بالتقدیم، وأولاھا بالإحاطۃ، لما فیہ من التحقیق والتقسیم۔''(۷)

یعنی یہ کتاب ترتیب اور وضع کے اعتبار سے سب سے عمدہ اور تحقیق اور ابحاث کی تقسیم کے اعتبار سے سب سے آگے ہے۔

www.banuri.edu.pk

حافظ مرتضیٰ زبیدی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۰۵ھ) ''شرح احیاء العلوم'' میں لکھتے ہیں:

''هو أحسن كتاب صنف فی الصلاة عليه، صلى الله عليه وسلم ۔''(۸)

''درود شریف کے باب میں یہ کتاب سب سے بہترین تصنیف ہے۔''

شیخ الشیوخ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''سعادة الدارين'' میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا یوں تعارف کرایا ہے:

''و أجمل هٰذه الكتب و أجمعها، و أفضلها فی علم هذا الفن و أنفعها: القول البديع ۔''(۹)

''اس فن کی تمام کتب میں سب سے عمدہ، جامع، افضل اور فائدہ مند کتاب ''القول البديع'' ہے۔''

موصوف کے علمی کمالات و کارناموں پر ایک علمی مقالہ لکھا گیا جس پر مصنف کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ۱۴۱۹ھ میں دکتوراہ (پی۔ایچ۔ڈی) کی ڈگری سے نوازا گیا۔ اسی طرح موصوف کی تصنیفات وتالیفات پر ایک کتاب بہ نام ''مؤلفات السخاویؒ'' لکھی گئی جو دار ابن حزم سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ اس حدیث کو موضوع کس نے قرار دیا؟ اب تک ایسی کتاب یا کسی محدث کی عبارت نظروں سے نہیں گزری جس نے اسے موضوع قرار دیا ہو۔ بالفرض اگر کسی کے ذہن میں اس کے موضوع ہونے کا خیال آتا ہے تو شاید اس کے ذہن میں ہو کہ اتنے چھوٹے سے عمل پر اتنا بڑا ثواب کیسے مل سکتا ہے؟ جیسا کہ محدثین نے موضوع حدیث کے پہچاننے کے لیے اسے علامت کے طور پر لکھا ہے، ملاحظہ ہو: تدریب الراوی، ص: ۲۴۰، ط: دار الحدیث، چنانچہ شیخ محمد عوامہ -حفظہ اللہ- نے ''القول البديع'' کے مقدمہ میں عارف باللہ ابن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

''من فاتهٗ كثرة الصيام والقيام فعليه أن يشتغل نفسهٗ بالصلاة علىٰ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فإنک لو فعلتَ فی جميع عمرک كلَّ طاعة ثم صلى الله عليک صلاة واحدة، رجحت تلک الصلاة الواحدة على كل ما عملتهٗ فی عمرک كلهٖ من جميع الطاعات، لأنک تصلی علىٰ قدر وسعک وهو يصلی حسبَ ربوبيتهٖ ۔''

''جس شخص کے بہت سے (نفلی) نماز روزے قضا ہوگئے ہوں، اُسے چاہیے کہ درود شریف پڑھنے کو اپنا مشغلہ بنالے، اس لیے کہ اگر تم ساری زندگی نیکیاں کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ تم پر ایک دفعہ رحمت کی نگاہ ڈال دے تو بے شک یہ نگاہِ رحمت تمہاری عمر بھر کی نیکیوں سے بہتر ہے، اس لیے کہ ایک تمہاری کوشش ہے اور ایک اس کی شانِ ربوبیت ہے۔''

ہم معنی روایت

جمعہ کے دن مطلقاً اَسّی (۸۰) مرتبہ درود شریف پڑھنا بھی حدیث شریف سے ثابت ہے،

www.banuri.edu.pk

جس پر ۸۰ / سال کے گناہوں کی معافی کا وعدہ ہے، ملاحظہ ہو:

''عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: الصلاة عليَّ نورٌ علی الصراط، و من صلّٰی عليَّ يوم الجمعة ثمانين مرةً غفرت لهٗ ذنوبُ ثمانين عامًا۔''

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود پاک پڑھنا پلِ صراط پر نور کا باعث ہوگا۔ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر ۸۰ مرتبہ درود بھیجے گا اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔''

درج بالا حدیث مبارک کو مندرجہ ذیل محدثین نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے:

۱:.....ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی المعروف بابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ (۲۹۷-۳۸۵ھ) نے اپنی کتاب ''الترغيب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک'' میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ (۱۰)

واضح رہے کہ ابنِ شاہین رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے حافظ، عالم اور ملک عراق کے بڑے شیخ تھے۔ موصوف کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۸ھ) سیر اعلام النبلاء میں رقم طراز ہیں:

''الشيخ الصدوق، الحافظ العالم، شيخ العراق و صاحب التفسير الكبير، أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان بن أحمد بن محمد بن أيوب بن ازداز البغدادی الواعظ .... قال أبو الفتح بن أبی الفوارس: ثقة مأمون صنف ما لم يصنفه أحد. وقال أبو بكر الخطيب: كان ثقة أمينا، يسكن بالجانب الشرقی. قال حمزة السهمی: سمعت الدارقطنیَ يقول: ابن شاهين يلح علی الخطأ، وهو ثقة۔''

''ابوالحفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بن محمد بن ایوب بن ازداز بغدادی واعظ، شیخ، صدوق، حافظ اور عالم، عراق کے شیخ اور ایک بڑی تفسیر کے مصنف تھے۔ موصوف کے بارے میں ابن ابی الفوارس فرماتے ہیں: قابل بھروسہ اور اعتماد والی شخصیت ہیں۔ یہ وہ لکھ گئے جو کوئی نہیں لکھ پایا۔ ابوبکر خطیبؒ لکھتے ہیں: یہ بااعتماد اور امانت دار انسان تھے، مشرقی جانب سکونت پذیر تھے۔ حمزہ سہمیؒ دارقطنی کا قول نقل کرتے ہیں: ابن شاہین اگرچہ معتمد تھے، لیکن اپنی غلطی پر جمے رہتے تھے۔''

آخر میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نتیجہ نکالتے ہوئے اپنی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں:

''ماكان الرجل بالبارع فی غوامض الصنعة ولكنهٗ راوية الإسلام – رحمه اللّٰه– ۔''(۱۱)

''اگرچہ فن حدیث کی باریکیوں سے بے خبر تھے، لیکن ''راویۃ الاسلام'' کا لقب ان کا حق ہے۔''

۲۔ محدثِ اندلس ابوالقاسم خلف بن عبدالملک ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۷۸ھ) نے اپنی پوری سند کے ساتھ اس حدیث کو اپنی کتاب ''القربة إلی اللّٰه'' میں ذکر کیا ہے۔ (۱۲)

ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ استعمال فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو:

''الإمام العالم الحافظ، الناقد المجود، محدث الأندلس، أبو القاسم خلف بن

www.banuri.edu.pk

عبد الملک ۔'' (۱۳)

۳:.......ابو شجاع شیرَ وَیہ بن شَہرَ دار الدیلمی رحمۃ اللہ علیہ (۴۴۵-۵۰۹ھ) نے اپنی کتاب ''الفردوس بمأثور الخطاب'' میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے ۔ (۱۴)

۴:.....محقق العصر علامہ محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۰۲ھ) نے اپنی کتاب ''القول البدیع'' میں اس درود پاک کو ذکر کرکے اس کی نہایت عمدہ تحقیق پیش کی ہے اور ضعف کا حکم لگا کر اس حدیث کے طرق پیش کیے ہیں ۔ ملاحظہ ہو: (القول البدیع: ص: ۳۹۹) (۱۵)

خلاصۂ تحقیق

۱:.....جمعہ کے دن عصر کے بعد پڑھے جانے والے خاص درود شریف کا ثبوت (موقوفاً) احادیث کی کتابوں سے ملتا ہے ۔ (۱۶)

۲:.....ثواب کی نیت سے اس کو پڑھ سکتے ہیں ۔

۳:.....اس کو بیان بھی کر سکتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے سکتے ہیں ۔

۴:.....جو لوگ اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں ان کی رائے تحقیق کے خلاف ہے ۔

۵:.....حدیث مبارکہ میں ۸۰/ کے عدد سے تعیین وتحدید مقصد نہیں ، بلکہ یہ ایک تعبیر ہے ، درود شریف کی کوئی نہایت نہیں ، اس میں زیادتی خیر کا باعث ہے ، چنانچہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ : میں اپنی دعاؤں میں کتنا حصہ درود کے لیے مقرر کروں ؟ جواباً ارشاد فرمایا : جتنا تم چاہو ، جتنا زیادہ پڑھو گے اتنا ہی فائدہ ہوگا ۔ (۱۷)

واللہ اعلم

حوالہ جات

۱:.....کتاب الصلۃ ، ج:۱،ص:۱۳۴، ط: دار الکتاب المصری ۔

۲:.....سیر اعلام النبلاء ، ج:۱۹،ص:۱۹۹، الصلۃ ، ج:۳،ص:۸۲۳ ۔

۳:.....فہرست ابن خیر، ص:۲۴۶، ط: مؤسسۃ الخانجی ۔ القاہرۃ ۔

۴:.....سیر، ج:۱۷،ص:۵۶۹ ۔

۵:.....تاریخ الاسلام ، ج:۶،ص:۹۷۹، ط: دار الغرب ۔

۶:.....القول البدیع ،ص:۳۹۹، ط: دار الیسر ۔

۷:.....الدر المنضود، ص:۳۴، الناشر: دار المنہاج ، جدۃ ، الاولیٰ ،۱۴۲۶ھ ۔

۸:.....شرح احیاء العلوم ، ج:۳،ص:۲۹۰، ط: بیروت ،۱۴۱۴ھ ۔

۹:.....القول البدیع ،ص:۸ ۔

۱۰:.....الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک ،ص:۱۴، ط: دار الکتب العلمیۃ ۔

۱۱:..... سیر اعلام النبلاء ، ج:۱۶،ص:۴۳۱، ط: مؤسسۃ الرسالۃ ، بیروت ۔

۱۲:.....ملاحظہ ہو: باب فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشیۃ الخمیس ویوم الجمعۃ ،ص:۱۱۱، ط: دار الکتب العلمیۃ ، الطبعۃ الاولیٰ ،۱۴۲۰ھ ۔

۱۳:..... سیر، ج:۲۱،ص:۱۳۹ ۔

۱۴:.....ملاحظہ ہو: الفردوس للدیلمی ، ج:۲،ص:۴۰۸، رقم الحدیث:۳۸۱۴، ط: دار الکتب العلمیۃ ۔

۱۵:.....تحقیق: محمد عوامہ ، ط: دار الیسر ۔

۱۶:.....لیکن یہ بات یاد رہے کہ یہ حکماً مرفوع ہے ، اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وہ اقوال جو ثوابِ مخصوص یا عقابِ مخصوص کے بارے میں ہوں مرفوع کے حکم میں ہوتے ہیں ۔ انظر: تدریب الراوی ، بحث: قول الصحابیؓ: کنا نقول کذا ،ص:۱۶۲، ط: قدیمی ۔

۱۷:.....رواہ الترمذی فی کتاب صفۃ القیامۃ ، باب:۲۳، وأخرجہ السخاوی وأحال إلی الترمذی ، انظر القول البدیع ،ص:۲۶۰ ۔

www.banuri.edu.pk